اورینٹل کالج میگزین، جلد ۹۷، شمارہ ۴، مسلسل شمارہ:۳۶۶، سال ۲۰۲۲ء

خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ- شخصیت و تالیفات

محمد نوید ازہر، پی ایچ ڈی

اسسٹنٹ پروفیسر اُردو

گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور

KHAWAJA MUHAMMAD HASHIM KISHMI
LIFE AND WORKS

Muhammad Naveed Azhar, PhD
Assistant Professor of Urdu
Govt. Islamia Graduate College Railway Road, Lahore

Abstract

Khawaja Muhammad Hashim Kishmi (RA) was a disciple of Hazrat Mujaddid Alf Sani (R.A.). Khawaja Kishmi belonged to a renowned family of scholars of state of Badakhshan. He was an excellent poet of Persian. He wrote biography of his spiritual mentor besides compiling the third volume of the famous *Maktoobat Imam Rabbani*. He was inclined to Naqshbandi Order of Sufism since his childhood. His curiosity to find a spiritual mentor led him to the Sub-continent. He met with Mir Muhammad Nauman, a disciple of Hazrat Mujaddid. He started correspondence with Hazrat Mujaddid who later called him to join his company and led him to the zenith of spiritual excellence. *Zubdatul Muqamaat* and *Nasmatul Quds* are his invaluable compilations which cover life and time of personalities of Naqshbandi Order. The article elaborates the personality and works of Khawaja Muhammad Hashim Kishmi in detail.

Keywords:
Hashim Kishmi, Hazrat Mujaddid Alf Sani, Persian, Maktoobat Imam Rabbani, Naqshbandi Order

خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ (حدود: ۱۰۰۰۔۱۰۴۳ھ / ۱۵۹۱۔۱۶۳۳ء)(۱) حضرت مجددِ الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی (۹۷۱۔۱۰۳۴ھ / ۱۵۶۳۔۱۶۲۴ء) کے خلیفہ، سوانح نگار، **مکتوباتِ امام ربانی** کے دفتر سوم کے جامع، بلند پایہ تذکرہ نویس، مایہ ناز انشا پرداز اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کا وطن بدخشان کا علاقہ کِشم تھا۔ ان کے والدِ ماجد خواجہ محمد قاسمؒ (۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء) ولایتِ بدخشان کے اکابر اور معروف علما میں سے تھے۔ وہ بادشاہِ بدخشان، مرزا شاہ رخ کے استاد بھی تھے۔(۲) خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ کے آبا و اجداد کا روحانی تعلق سلسلۂ کبُرویہ سے تھا۔ ان کو بھی بچپن میں اس سلسلے کے کچھ مشائخ کی صحبت حاصل تھی، لیکن فطری مناسبت اور رغبت سلسلہ نقشبندیہ سے تھی۔ سلسلہ نقشبندیہ کے فیوض، عنفوانِ شباب ہی سے ان کے شاملِ حال تھے اور خود پر خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ (۷۱۷۔۷۹۱ھ / ۱۳۱۷۔۱۳۸۸ء) کی نظرِ عنایت محسوس کرتے تھے۔ اسی نگاہِ فیض نے بالآخر انھیں سلسلہ نقشبندیہ سے منسوب کر دیا۔ جب وہ اٹھارہ برس کی عمر کو پہنچے، تو ایک شب خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ ان کے خواب میں تشریف لائے۔ ایک درہم آپ کی ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا: ”اس درہم پر دم کرو اور پانی میں ڈال دو، جو بیمار پیے گا، شفایاب ہو گا“۔ وہ جب اس بشارت آمیز خواب سے بیدار ہوے، تو دل میں سلسلہ عالیہ کے لیے ایک کشش پیدا ہو گئی۔ اس خواب کی تعبیر پر غور کرتے ہوے لکھتے ہیں:

> ”ممکن ہے اس درہم کے سکے سے مراد یہ کم ترین ہو، کہ سکے پر جس طرح نقوش ہوتے ہیں، یہ عاجز بھی حضرتِ نقشبند بخاریؒ کے نقوشِ محبت سے مزین ہے، اور اس پانی سے مراد وہ علوم ہوں، جن کی شرح سکۂ یثربی سے متعلق ہے۔“(۳)

باقاعدہ طور پر سلسلہ نقشبندیہ میں ان کے داخل ہونے کا سبب بھی ایک خواب قرار پایا۔ عالمِ شباب میں انھوں نے تلاشِ مرشد کے سلسلے میں ہندوستان کا سفر اختیار کیا تھا۔ قریباً ایک برس کے قیام کے بعد، ایک روز کسی محفل میں شریک تھے، جس میں اہل اللہ کی کرامات اور تصرفات کا ذکر چل رہا تھا۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ تو پرانے بزرگوں کے کمالات ہیں، آج کے دور میں ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں۔ انھی دنوں میں انھوں نے ایک خواب دیکھا، جس نے ان کے لیے مرشد کے انتخاب میں آسانی پیدا کر دی۔

انھوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحبِ دل بزرگ تشریف لائے ہیں اور ان سے کہتے ہیں اٹھ بیٹھو، فلاں بزرگ، فلاں مقام پر اپنے حلقہ احباب میں بیٹھے ہیں اور تمھیں بلا رہے ہیں۔ وہ اس بزرگ

کے ہم راہ وہاں پہنچتے ہیں، تو دیکھتے ہیں کہ ایک بزرگ چبوترے پر بیٹھے ہوئے مراقبہ کر رہے ہیں۔ ان کے اصحاب چبوترے سے نیچے مراقب ہیں۔ جب اُن کو قریب لے جایا جاتا ہے، تو بزرگ سر اٹھا کر دیکھتے ہیں، ہاتھ بڑھاتے ہیں اور ان کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد سورۃ النصر (اذا جاء نصر اللہ والفتح) پڑھاتے ہیں۔ وہ حالتِ گریہ میں، پیچھے پیچھے پڑھتے جاتے ہیں۔(۴)

جب بیدار ہوئے تو اس خواب کو توبہ و انابت اور بیعت کا اشارہ سمجھا۔ اس خواب کے بعد محض ایک مہینے کے عرصے میں انھیں برہان پور (دکن) جانے کا اتفاق ہوا۔ بھارت کا یہ شہر، شیخ برہان الدین غریب ہانسوی چشتیؒ (۶۵۲۔۷۴۱ھ / ۱۲۵۴۔۱۳۴۰ء) سے منسوب ہے۔(۵) وہاں سلسلہ نقشبندیہ کے شیخِ طریقت حضرت میر محمد نعمانؒ سے ملاقات ہوئی۔ وہ دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن سے خواب میں ملاقات ہو چکی ہے۔ یہ بزرگ ان کے ہم وطن تھے۔ چناں چہ ان سے بیعت کر لی اور ذکر و فکر اور مراقبہ کا طریقہ سیکھا۔(۶)

حضرت میر محمد نعمانؒ (۹۷۷۔۷ صفر ۱۰۵۹ھ / ۱۵۶۹۔۲۰ فروری ۱۶۴۹ء)، حضرت مجددؒ کے خلیفہ اول تھے۔ حضرت مجددؒ کی بیعت سے پہلے خواجہ باقی باللہؒ (م:۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء) کے زیر تربیت رہ چکے تھے۔ ۱۰۱۸ھ / ۱۶۰۹ء میں انھیں حضرت مجددؒ سے خلافت ملی۔ **حضرات القدس** میں اُن کا اسمِ گرامی حضرت مجددؒ کے خلفا میں سرِ فہرست ہے۔ خواجہ محمد ہاشمؒ، میر محمد نعمانؒ کے داماد بنے۔ ان کی اہلیہ خواجہ باقی باللہؒ کی تربیت یافتہ تھیں۔(۷) ظاہری اور باطنی فضائل سے آراستہ تھے۔ رسمی علوم میں مکمل مہارت رکھتے تھے۔ جس کام کا آغاز کرتے، اسے بامِ کمال تک پہنچا دیتے۔ جب تصوف کی وادی میں قدم رکھا تو وہاں بھی انتہائے سلوک تک پہنچے۔ خوش گفتار، شیریں سخن، اعلیٰ اخلاق کے مالک اور عاجزی پسند تھے۔ ان کی تقریر اور تحریر دل چسپی اور سوز و گداز سے عبارت ہوتی۔ ان کی شخصیت میں قال اور حال دونوں جمع تھے۔ ان کا چہرہ ان کی روحانی بے خودی کا آئینہ دار تھا۔ فنِ تاریخ گوئی میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ صاحبِ **حضرات القدس** کے مطابق ان کے اشعار دل فریب ہیں، ابیات جاں نشین ہیں، دیوان دل آویز ہے، مثنویاں جاں خراش ہیں، رسالے پر لطف ہیں اور سب مقبولِ عام ہیں۔(۸)

حضرت مجددؒ کے ساتھ خواجہ محمد ہاشمؒ کی خط کتابت حضرت میر محمد نعمانؒ کے ہاں قیام کے دوران میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ چناں چہ ایک مکتوب میں حضرت مجددؒ نے حضرت میر محمد نعمانؒ کو لکھا:

”خواجہ ہاشم کو ہماری طرف بھیج دیں، تاکہ چند روز صحبت میں رہے اور بعض علوم و معارف کو اخذ کرے، کیوں کہ بہ ظاہر جوان قابل نظر آتا ہے اور مشارٌ الیہ (خواجہ محمد ہاشم) آپ کا تربیت یافتہ ہے اور آپ کے مذاق سے بھی واقف ہے، اس لیے اپنے سوالوں کو بھی اس کے حوالے فرمائیں، تاکہ وہ جواب حاصل کر کے آپ کی خدمت میں پہنچائے۔“(۹)

حضرت مجددؒ کے طلب کرنے اور میر نعمانؒ کے حکم پر ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۱ء کو سرہند حاضر ہوئے۔ سفر و حضر میں، شب و روز حضرتِ مجددؒ کے ساتھ رہے اور باطنی فیوض سے اپنے دل و نگاہ کو معمور کیا۔ **زبدۃ المقامات** کے آغاز میں خود لکھتے ہیں:

”۱۰۳۱ھ کو خود بہ امر و طلب اس بزرگ عالی منقبت اور بہ اجازت و رخصت مرشدی میر نعمان، آستانہِ اُس قدوہِ خدا پرستان آپ (حضرت مجدد الف ثانیؒ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور قریباً عرصہ دو سال تک سفر و حضر میں خدمت شریف میں رہ کر آپ کے دامنِ برکات سے خوشہ چینی کرتا رہا۔ جو فوائد و برکات اور انوارِ ہدایت وارشاد اس قلیل عرصے میں اس آفتابِ عالم تاب سے حقیر کو پہنچے، زبان و قلم ان کے بیان سے قاصر ہے۔“ (۱۰)

نسمات القدس کے تمہیدی کلمات میں اس بات کو یوں بیان کرتے ہیں:

”یہ عاجز کیا حالتِ سفر اور کیا حالتِ حضر، تقریباً دو سال مستقل حضرت کے دامن سے وابستہ رہا اور اس قلیل مدت میں اس عاجز کو جو کثیر فوائد حاصل ہوئے اور اس شکستہ خاطر کے روزنِ دل پر ان آفتابِ عالم تاب کے جو انوار منعکس ہوئے، ان کا شرح و بیان اس حقیر کی طاقت سے باہر ہے۔“(۱۱)

حضرات القدس میں حضرت بدر الدین سرہندیؒ (۱۰۰۲ھ / ۱۵۹۳ء (قیاسی)۔ ان کے کمالات کے بارے میں لکھتے ہیں:

”حقیقت ہے کہ اس تھوڑی سی مدت میں حضرت مجددؒ کی توجہ اور قوت تصرف کی برکت سے انھوں نے احوالِ باطنی، مقاماتِ معنوی، حالاتِ عجیبہ اور کمالاتِ غریبہ کے ساتھ ساتھ آپ کے الطاف و اعطاف حاصل کیے اور آپ کے محرمانِ راز اور خلوتیانِ اسرار میں شمار ہونے لگے۔ پھر آپ سے تعلیم طریقہ کے لیے خلافت سے مشرف ہو کر آپ کے حکم کے مطابق برہان پور میں قیام پذیر ہوئے۔ مکتوبات شریفہ کا تیسرا دفتر بھی انھوں نے جمع کیا۔

وہاں کے لوگ مور وملخ کی طرح اور شمع کے پروانوں کی مانند، غریب اور امیر، ان کے گرد جمع ہوئے اور ان کے معتقد ہوئے۔ اس علاقے میں (قطب) مدار انھی کا وجود تھا۔"(۱۲)

حضرات القدس میں خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ کی کرامات میں ایک کرامت یہ بھی درج ہے کہ ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت مجددؒ عموماً اپنے ہر مرید کو مکتوب تحریر فرماتے ہیں، تو جو مکتوب میرے نام آئے گا، وہ مکتوبات، دفتر اول میں آخری مکتوب ہو گا، کیوں کہ میں ان کا آخری اور سب سے کم تر مرید ہوں۔ حضرت مجددؒ نے اپنے نورِ باطن سے یہ خیال معلوم کر لیا۔ چناں چہ ان کے نام مکتوب نمبر ۳۱۳ تحریر کر کے اس کے آخر پر یہ جملہ لکھ دیا: "اسی مکتوب پر، جو خواجہ محمد ہاشم کے نام ہے؛ اس دفتر اول کو، جو رسولوں اور اصحابِ بدر کی تعداد کے مطابق ہے؛ ختم کیا جائے۔"(۱۳)

مکتوباتِ امام ربانی میں حضرتِ مجددؒ کے تیرہ مکتوبات ہیں، جو خواجہ محمد ہاشمؒ کے نام لکھے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

دفتر اول میں شامل مکتوبات:

مکتوب نمبر ۲۹۰: توحید وجودی و شہودی کے مراحل اور اپنی منازل سلوک اور خواجہ باقی باللہؒ کی رہنمائی کے بارے میں

مکتوب نمبر ۳۱۰: انسان کی جامعیت اور صفاتِ الٰہیہ کے بارے میں

مکتوب نمبر ۳۱۳: سات سوالوں کے جوابات

دفتر دوم میں شامل مکتوبات

مکتوب نمبر ۴۷: انسان کامل کے ظاہر و باطن کے بیان میں

مکتوب نمبر ۹۳: عالمِ خلق اور عالمِ امر کے لطائف

مکتوب نمبر ۹۷: حضرت مجددؒ کے اس فرمان کی وضاحت میں کہ "میں خیال کرتا ہوں کہ میری پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ ولایتِ محمدی ولایت ابراہیمی کے رنگ سے رنگین ہو جائے۔"

دفتر سوم میں شامل مکتوبات:

مکتوب نمبر ۴۲: مختصر مکتوب میر محمد نعمانؒ کے حوالے سے کہ انھوں نے رابطہ کیوں ترک کر دیا۔ اس خط میں حضرت مجدد نے خواجہ محمد ہاشمؒ کو بشارت دی ہے کہ ان کے مکتوب کے مطالعے کے وقت

ان کی نورانیت گردونواح میں بہت پھیلی ہوئی نظر آئی۔

مکتوب نمبر ۵۲: قلب و نفس کی فنا کے بارے میں

مکتوب نمبر ۶۸: عالم کے موہوم ہونے کے بارے میں

مکتوب نمبر ۷۵: تجلیِ افعال، تجلیِ صفات اور تجلیِ ذات کے بارے میں

مکتوب نمبر ۹۰: اس بات کی وضاحت میں کہ اہلِ عرفان دنیا ہی میں مشاہدہ حق کر لیتے ہیں

مکتوب نمبر ۹۲: صوفیہ کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے بارے میں

مکتوب نمبر ۹۶: رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی احمد اور محمد کے اسرار کے بارے میں

انھوں نے **مکتوبات امام ربانی** کے تینوں دفاتر کی تاریخیں کہیں، جو حسبِ ذیل ہیں:

دفتر اول: دُرّ المعرفت = ۱۰۲۵ھ

دفتر دوّم: نور الخلائق = ۱۰۲۸ھ

دفتر سوّم: — معرفۃ الخلائق = ۱۰۳۱ھ

دفتر سوّم کی تاریخ انھوں نے لفظ "ثالث" (۱۰۳۱ھ) سے بھی بر آمد کی۔(۱۴)

حضرت مجددؒ کی تربیت سے وہ سلوک کے انتہائی درجے کو پہنچے۔ سفر اجمیر میں وہ حضرتِ مجددؒ کے ہم رکاب تھے۔(۱۵) جس وقت حضرت مجددؒ کو اجمیر میں اپنے دونوں صاحب زادوں کی، بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت، کشف کے ذریعے معلوم ہوئی، خواجہ محمد ہاشمؒ ان میں تیسرے تھے۔(۱۶) وہ حضرتِ مجددؒ کے منظورِ نظر اور مقبولِ بار گاہ تھے۔ حضراتِ سرہند کے نزدیک خلفاے مجددؒ میں حضرت میر محمد نعمانؒ کے بعد خواجہ محمد ہاشمؒ کشمی کا درجہ ہے۔ (۱۷) یکم رجب ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء میں، اولین حاضری کے تین برس بعد، انھیں بار گاہِ مجدد سے حدیثِ مسلسل بالاولویت کی سند ملی۔(۱۸)

حضرت مجددؒ کے وصال (منگل، ۲۸۔ صفر ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۴ء) سے سات ماہ پہلے تک حضرتؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ دکن کے سیاسی و انتظامی عدم استحکام کی وجہ سے انھوں نے سوچا کہ اپنے اہل و عیال کو وہاں سے لے آئیں اور باقی زندگی اطمینان سے حضرتِ مجددؒ کے زیرِ سایہ بسر کریں۔ چناں چہ رجب ۱۰۳۳ھ / ۱۶۲۳ء میں انھوں نے بارگاہِ مجددؒ سے اجازت طلب کی، تو انھوں نے فرمایا: "دعا کرتا ہوں کہ آخرت میں پھر ہم یک جا ہو جائیں۔" اسے انھوں نے حضرتِ مجددؒ کے وصال کا اشارہ سمجھا۔ ایسا ہی ہوا، وہ

برہان پور چلے آئے اور حضرت مجددؒ کے وصال تک دوبارہ سرہند نہ آسکے۔(۱۹) ان کا مزار، برہان پور (انڈیا) میں ہے۔جب وہ اجازت و خلافت کے بعد رشد وہدایت کا فریضہ سرانجام دینے لگے، تو انھیں قبولِ عام حاصل ہو گیا۔اس کا ثبوت اس واقعہ سے ملتاہے کہ ایک روز آپ برہان پور میں، گھوڑے پر سوار ہو کر جارہے تھے۔بہت سے امرا اور حکام ان کے ساتھ ساتھ تھے۔جب انھوں نے ہجوم کی طرف دیکھا، تو ان کی طبیعت میں بہت عاجزی اور انکسار پیدا ہوا۔کہنے لگے کہ میں اس مقبولیت کے قابل کہاں ہوں۔یہ تو محض حضرتِ مجددؒ کے ایک قولِ مبارک کا کرشمہ ہے۔ایک مرتبہ لاہور میں حضرتؒ کے ساتھ بہت سے بزرگ تھے اور میں بھی تھا۔میں اس ہجوم میں، کیچڑ میں گر پڑا۔حضرتؒ نے شفقت سے فرمایا:"خواجہ! وہ وقت قریب ہے، جب تم سواری پر ہوگے اور امرا و حکام تمھارے ساتھ ساتھ ہوں گے"۔(۲۰)انؒ کے سرہند سے برہان پور آجانے کے بعد، حضرتِ مجددؒ نے انھیں ایک بشارت آمیز جوابی مکتوب(۱۰۳۳ھ) تحریر کیا۔دفترِ سوم کے اس مکتوب کے الفاظ یہ ہیں:

"آپ کا مکتوب مطالعہ کرتے وقت اُس علاقہ میں آپ کی انبساطِ نورانیت بہت نظر آئی۔اس سے بڑی امید پیدا ہوئی۔اس بات پر اللہ سبحانہ' کی حمد اور احسان ہے۔"(۲۱)

ان کے سالِ ولادت ہی کی طرح سالِ وفات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔پروفیسر محمد اقبال مجددی (۱۹۵۰۔۲۰۲۲ء) نے **مقاماتِ معصومی**، جلد اول میں اس اختلاف کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔(۲۲) خواجہ محمد ہاشمؒ کے معاصر، حضرتِ مجددؒ کے معتقد اور معروف مؤرخ، محمد صادق ہمدانی کشمیریؒ(۱۰۵۲ھ) نے **طبقاتِ شاہ جہانی** میں سنہ وفات ۱۰۴۱ھ/۱۶۳۱ء لکھا ہے۔(۲۳) میر محمد نعمان بدخشیؒ کے بیٹے اور خواجہ محمد ہاشمؒ کے ہم وطن، میر عبد الفتاحؒ نے بھی **مفتاح العارفین** میں یہی سنہ وفات تحریر کیا ہے۔(۲۴) لیکن ان کے رسالہ **طرقُ الوصول** میں، رسالہ کا سنہ تالیف ۱۰۴۲ھ/۱۶۳۲ء درج ہے(۲۵)، جس کا مطلب ہے کہ وہ اس سنہ تک بہ قیدِ حیات تھے۔ڈھاکا یونیورسٹی میں **دیوانِ ہاشم کشمی** کے کاتب نے بیکس عاصی کے نام سے خواجہ محمد ہاشم کا جو قطعہ تاریخ وفات لکھا ہے اُس کا آخری مصرعہ "گر نزدِ رسولِ ہاشمی شد" ہے۔اس مادہ سے ۱۰۴۳ھ برآمد ہوتا ہے۔اسی کو قرینِ قیاس سمجھا جاتا ہے۔عارف نوشاہی نے اپنی تالیف **مطالعات ادبِ فارسی** کے ضمیمہ میں اس صفحہ کا عکس بھی دیا ہے۔(۲۶)، لیکن اس بات کی علمی شہادت دست یاب نہیں کہ وہ ۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء کے بعد زندہ رہے۔**حضرات القدس** جس کا آغاز

۱۰۴۳ھ/۱۶۳۳ء میں کیا گیا (یہ سنہ اس کے تاریخی نام **درجات الابرار** سے بر آمد ہوتا ہے)۔ میں، ملابدرالدین سرہندیؒ (حدود۱۵۹۳۔۱۶۵۳ء کے بعد) نے خواجہ محمد ہاشمؒ کا تذکرہ لکھتے ہوے انھیں قُدِّس سرُّہ (مرحوم) لکھاہے، لیکن آخر میں سنہ وفات کی جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ جن محققین نے سنہ وفات ۱۰۴۵ھ یا ۱۰۵۴ھ لکھاہے، ان کی رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ **روضۃ القیومیہ** اور **حضرات القدس** میں ان کا ذکر خلفاے مجددؒ میں کیا گیاہے۔

خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ نے **مکتوباتِ امام ربانی** کے دفترِ سوّم کو جمع کیا، ترتیب دیا اور اس کا دیباچہ تحریر کیا۔ جب مکتوبات کی جلد دُوّم کے مکمل ہو جانے کے بعد، میر محمد نعمانؒ نے، بعد کے مکتوبات کو، جلد سِوُّم میں جمع کرنے کی اجازت طلب کی، تو حضرتِ مجددؒ نے اجازت عطا فرمادی۔ تیس سے کچھ اوپر مکتوبات جمع ہو گئے، تو حضرتِ مجددؒ کو جہانگیر (۱۵۶۹۔۱۶۲۷ء) نے قلعہ گوالیار میں محصور کر دیا۔ اس زمانے میں انھیں معارف تحریر کرنے کا موقع نہ ملا۔ چند برس کے بعد جب حضرتِ مجددؒ رہائی کے بعد سرہند تشریف لائے اور ۱۰۳۱ھ/۱۶۲۱ء میں خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ، بارگاہِ مجددؒ میں حاضر ہوئے، تو اسی وقت حضرتِ مجددؒ کی طبعِ عالی رواں ہو گئی۔ لسان الغیب کا دریا اور انگلیوں کا چشمہ تقریر اور تحریر کی جولانیاں دکھانے لگا۔ مکتوبات کو جمع کرنے کی خدمت سے خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ کو سرفراز کیا گیا اور یہ تائیدِ الٰہی ان کے حصے میں آئی۔ وہ مسودوں کو جمع کرتے اور بیاض میں نقل کرتے۔(۲۷) اس طرح دفترِ سوم مکمل ہوا۔

حضرت مجددؒ کی صحبتوں اور مجلسوں کی تفصیلات، خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ کی تالیف **زبدۃ المقامات** میں بیان کی گئی ہیں۔ **زبدۃ المقامات** کا اصل نام **برکاتُ الاحمدیہ الباقیہ** (۱۰۳۷ھ/۱۶۲۸ء) ہے۔ حضرت مجددؒ کی کنیت ابوالبرکات، اسمِ گرامی شیخ احمد اور مرشد کا نام خواجہ باقی باللہؒ تھا۔ یوں اس نام میں تینوں نسبتیں جمع ہو گئیں۔ اس کتاب کا سببِ تالیف یہ ہے کہ حضرت مجددؒ کے فرزندانِ کبار خواجہ محمد سعیدؒ (۱۰۰۵۔۱۰۷۱ھ/۱۵۹۶۔۱۶۶۱ء) اور خواجہ محمد معصومؒ (۱۰۰۷۔۱۰۷۹ھ/۱۵۹۸۔۱۶۶۸ء) نے خواجہ محمد ہاشمؒ سے کہا کہ وہ ملفوظات و معارف جو انھوں نے حضرت مجددؒ سے سنے ہیں اور مکتوبات میں شامل نہیں ہیں، انھیں دیگر سوانحی معلومات کے ساتھ کتابی شکل میں جمع کر دیں اور ان میں خواجہ باقی باللہؒ کے احوال بھی شامل کریں، تاکہ یہ مریدین اور مخلصین کے لیے مفید ہوں اور ان کے قلم کی یادگار قائم ہو جائے۔ چناں چہ اس طرح یہ کتاب **زبدۃ المقامات** منظر عام پر آئی۔(۲۸) انھوں نے اس کتاب کا تاریخی نام **ھُوَ زُبدۃُ المقامات**

(۱۰۳۷ھ /۱۶۲۸ء) سے بر آمد کیا، لہٰذا اسے **زبدۃ المقامات** سے موسوم کر دیا۔ اس میں خواجہ باقی باللہؒ، ان کے فرزندانِ گرامی اور خلفا سمیت حضرت مجددؒ، ان کے خلفا اور متعلقین کے احوال جمع کیے گئے ہیں۔ وہ اس کتاب کے مکمل ہو جانے کے بعد بھی، تا زندگی، اس میں اضافے کرتے رہے۔ گویا ایک لحاظ سے یہ کتاب **مکتوباتِ امام ربانی** کا تکملہ بھی ہے۔ رباعی در تاریخ ختم کتاب **زبدۃ المقامات** کے آخر میں یوں درج کی گئی ہے:

بر خامہ بنازم کہ اشارات نوشت
ز آغاز و توسط و نہایات نوشت
بنوشت کتاب را و تاریخ کتاب
بر دل ھو زبدۃ المقامات نوشت (۲۹)

ترجمہ: مجھے اپنے قلم پر فخر ہے کہ اُس نے اشارات لکھے۔ آغاز لکھا، درمیان لکھا اور اختتام لکھا۔ کتاب بھی لکھی اور اُس کی تاریخ بھی لکھی۔ دل پر ۱۰۳۷ھ لکھا۔

حقیقت یہ ہے کہ خواجہ محمد ہاشمؒ نے **زبدۃ المقامات** میں فنِ تذکرہ نویسی کی تمام نزاکتوں کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے، خصوصاً استنادِ روایت کا بہت زیادہ اہتمام کیا ہے۔ اس بنا پر، مشائخِ نقشبندیہ کے نزدیک، تذکرہ نویسی کی یہی روش پسندیدہ قرار پائی ہے۔

زبدۃ المقامات کا فارسی متن لکھنؤ سے ۱۸۸۵ء میں چھپا۔ پھر کان پور سے ۱۸۹۰ء میں طبع ہوا۔ یہی متن عکسی صورت میں استنبول، ترکی سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا۔ اردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے۔

زبدۃ المقامات کے بعد انھوں نے خواجہ باقی باللہؒ سے پہلے، ان مشائخِ نقشبندیہ کے حالات قلم بند کرنے کا ارادہ کیا، جن کا ذکر ملا علی بن حسین واعظ کاشفیؒ (۸۶۷۔۹۳۹ھ / ۱۴۶۲۔۱۵۳۲ء) کی **رشحات عین الحیات** (۳۰) میں موجود نہیں تھا۔ چناں چہ انھوں نے خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ سے لے کر خواجہ باقی باللہؒ کے عہد تک، تاشقند، سمرقند، بخارا، افغانستان، ترکستان اور ہندوستان کے باقی ماندہ بزرگانِ سلسلہ کے حالات قلم بند کیے اور ان کا نام **نسمات القدس من حدائق الانس** رکھا۔ اس کتاب کا سنہ تالیف ۱۰۳۹ھ / ۳۰۔۱۶۲۹ء ہے۔ (۳۱) یوں معلوم ہوتا ہے کہ **زبدۃ المقامات** کی طرح اس کتاب میں بھی وہ، تاعمر معلومات کا اضافہ کرتے رہے۔ **نسمات القدس** اگرچہ تصنیف کے اعتبار سے بعد میں آتی ہے، لیکن

مشائخ کی ترتیب کے اعتبار سے پہلے آتی ہے۔اسے **رشحات عین الحیات** کا تکملہ کہا جا سکتا ہے۔ **نسمات القدس** کی تالیف کا یہ مقصد اس کے مرتبے کو دوبالا کر دیتا ہے۔

رشحات عین الحیات، مولانا فخر الدین علی بن حسین واعظ کاشفی سبز واریؒ کی تالیف ہے ۔یہ اکابر سلسلہ نقشبندیہ کے احوال و مناقب پر مشتمل ہے۔اس کی جلد اول، خواجگان (حضرت شاہِ نقشبند بخاریؒ سے پہلے اس سلسلہ کو سلسلۂ خواجگان کہا جاتا تھا) کے حالات پر مشتمل ہے۔اس میں خواجہ محمد یوسف ہمدانیؒ سے لے کر خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاریؒ (۷۱۷۔۷۹۱ھ / ۱۳۱۹۔۱۳۸۸ء) اور آپ کے خلفا خواجہ عبید اللہ احرارؒ (۸۰۶۔۸۹۵ھ / ۱۴۰۴۔۱۴۹۰ء) اور ان کے بعض خلفا کے حالات مولانا شمس الدین روجیؒ (۸۲۰۔۹۰۴ھ / ۱۴۱۷۔۱۴۹۸ء) تک تحریر کیے گئے ہیں۔ **رشحات** کی جلد دوم خواجہ احرارؒ کے حالات کے لیے مخصوص ہے۔اس میں ان کے اخلاف، اعزہ، اور خلفا کے سوانحی کوائف جمع کیے گئے ہیں۔ عصری معلومات کے باعث، اس کتاب کا یہ حصہ اہم ترین تذکرہ ہے۔ اس جلد میں آخری شخصیت مولانا اسماعیل ثالثؒ کی ہے۔

رشحات کے مؤلف آخرِ ماہِ ذیقعد ۸۸۹ھ / ۱۴۸۴ء میں ، خواجہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر دوسری مرتبہ اوائل ربیع الآخر ۸۹۳ھ / ۱۴۸۷ء میں حاضرِ بار گاہ ہوئے اور ان کے ملفوظات تحریر کرتے رہے۔(۳۲) ان کی شرطِ تالیف یہ تھی کہ ملفوظات کو ضبطِ تحریر میں لانے کے ساتھ، جن لوگوں نے خواجہ احرارؒ کی زیارت کی ہے، یا ان کے کسی ارشاد یا کسی کرامت کو نقل کیا ہے، انھیں نام بہ نام، راوی کے مختصر حالات کے ساتھ، کتاب میں ذکر کر دیا جائے۔ یا پھر خواجہ احرارؒ نے خود جن ہم عصر بزرگوں کی تعریف کی ہو، انھیں شاملِ کتاب کیا جائے۔(۳۳) یوں **رشحات** کی بنیاد خواجہ احرارؒ کے احوال و اقوال پر تھی۔ صاحبِ **رشحات** نے خواجۂ احرارؒ کے تمام مریدوں اور خلفا کے ذکر کا التزام نہیں فرمایا۔ ان کے اصحاب کا بھی تفصیلی ذکر نہیں فرمایا۔ تیسری فصل میں، حضرتِ خواجہؒ کی اولاد اور اکمل اصحاب کی بھی صرف ان کرامات کا بیان کیا گیا ہے، جو لوگوں نے چشم دید بیان کی ہیں۔ محض سن سنا کر بیان کرنے والے راویوں کو انھوں نے قطعاً اہمیت نہیں دی۔ خواجہ احرارؒ سے منسلک دیگر بزرگوں کے مریدین کے ذکر کا بھی التزام نہیں کیا گیا۔ یوں انھوں نے تذکرہ نویسی میں دیانت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد، حوادثِ زمانہ کے اثرات سے مغلوب ہو کر، مؤلف واپس چلے گئے، جب کہ خواجہ احرارؒ اس کے بعد ایک

مدت تک بہ قیدِ حیات رہ کر مرجعِ خلائق بنے رہے۔ حضرتِ خواجہؒ کے ملفوظات سولہ برس تک، مسودے کی صورت میں موٴلف کے پاس محفوظ رہے۔ انھیں کتابی صورت میں تحریر کرنے کا ارادہ ۹۰۹ھ / ۱۵۰۳ء میں، موٴلف کے دل میں از سرِ نو جاگزیں ہوا۔ اس وقت تک بہت سی باتیں نسیان کی نذر ہو چکی تھیں۔ نیز بعد کے ملفوظات اور مریدین کے حالات موٴلف کو دست یاب نہیں تھے۔ خواجہ احرارؒ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ مختصر سے زمانہ قیام میں، تمام منتسبین کے احوال کی جمع آوری امکان سے باہر تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر بہت سے مریدین اور خلفا کے حالات سے **رشحات** خالی رہی۔ ان کے حالات کے لیے کسی اور تذکرے کی ضرورت تھی۔

خواجہ احرارؒ کے خلفا میں، مولانا محمد زاہد وخشیؒ (م:۹۳۶ھ / ۱۵۲۹ء) بھی تھے، لیکن **رشحات** میں، خواجہ احرارؒ کے خلفا کے ذیل میں، ان کا ذکر موجود نہیں تھا۔ وہ مولانا درویش محمدؒ (م:۹۷۰ھ / ۱۵۶۲ء) کے ماموں اور مرشد تھے۔ مولانا درویش محمدؒ، حضرت خواجگی امکنگیؒ (۲۵۔۱۰۲۴ھ / ۱۶۔۱۶۱۵ء) کے والدِ گرامی اور مرشد تھے۔ یہ بزرگ خواجہ باقی باللہؒ کے مرشد تھے۔ حضرت خواجگی امکنگیؒ اور خواجہ احرارؒ کے درمیان انھی دو بزرگوں کا فاصلہ تھا۔ چوں کہ صاحبِ **رشحات** نے مولانا محمد زاہد وخشیؒ کا ذکر نہیں کیا تھا، اس لیے بعض لوگوں کی نظر میں، ان کا خواجہ احرارؒ سے اتصال مشکوک قرار پاتا تھا اور وہ ان کی، خواجہ احرارؒ سے خلافت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ معروف نقشبندی بزرگ شیخ خواجہ خاوند محمود لاہوریؒ (۱۵۶۳۔۱۶۴۲ء)، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوئے، تو اس مسئلہ اتصال پر بحث کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی کہ ان دونوں حضرات (مولانا محمد زاہد وخشیؒ اور مولانا درویش محمدؒ) کو کسی سے اجازت و خلافت نہیں تھی۔ اس پر حضرتِ مجددؒ نے حضرت خواجگی امکنگیؒ کے صاحب زادہ خواجہ ابوالقاسمؒ (۹۸۳۔۱۰۲۲ھ / ۱۵۷۵۔۱۶۱۳ء) کے نام ایک مکتوب تحریر کیا کہ وہ اس مسئلہ کی تحقیق کریں۔ چناں چہ حضرتِ مجددؒ تحریر فرماتے ہیں:

> "جو کچھ ہمارے حضرت خواجہ محمد باقیؒ سے ان پیروں کے اسمائے گرامی کی تحقیق میں ہم تک پہنچا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت مولانا خواجہ امکنگیؒ اور حضرت خواجہ احرارؒ کے درمیان دو بزرگ گذرے ہیں، ایک حضرت خواجہ امکنگیؒ کے والدِ بزرگوار حضرت مولانا درویش محمدؒ اور دوسرے مولانا محمد زاہدؒ، جو حضرت مولانا درویش محمدؒ کے ماموں ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ مشیخت پناہ خواجہ خاوند محمود اس علاقے میں تشریف لائے تھے۔ انھوں نے پہلی ہی ملاقات

میں حضرت مولانا مذکور (درویش محمدؒ) کا ذکر شروع کر دیا اور فرمایا کہ وہ کسی سے مجاز نہ تھے۔ اس وجہ سے وہ شروع میں مرید نہ کرتے تھے، لیکن آخر عمر میں انھوں نے شیخی (پیری مریدی) شروع کر دی تھی۔ (جواب میں) کہا گیا کہ وہ بزرگ تھے اور ماوراء النہر کے تمام لوگ ان کی بزرگی کے قائل تھے۔ وہ ہرگز اس بات کو پسند نہیں کر سکتے تھے کہ ابتدا یا آخر (عمر) میں بغیر اجازت کسی کو مرید کریں۔ اس قسم کا عمل خیانت میں داخل ہے۔ ایک کم درجے کے مسلمان پر بھی اس قسم کا گمان نہیں کیا جا سکتا، چہ جائے کہ اکابرِ دین پر ایسا گمان کیا جائے۔۔۔ آپ ان دو بزرگوں کے ناموں کی تحقیق کر کے لکھیں کہ کسی کو شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔"(۳۴)

صاحب زادہ خواجہ ابوالقاسمؒ نے جواب میں کیا لکھا، اس کا سراغ نہیں ملتا، البتہ اس سوال کا تفصیلی جواب ہمیں **حضرات القدس** میں ملتا ہے۔ ملا بدر الدین سرہندیؒ لکھتے ہیں:

"نتیجۃ الاکابر حضرت خواجہ خاوند محمود سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ نے ایک روز فقیر مؤلف سے کہا کہ مولانا محمد زاہد، خواجہ محمد یوسف کے مرید ہیں اور وہ خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ (۱۴۴۷ء) کے مرید تھے۔ اگر مولانا کو خواجہ احرار سے انتساب ہوتا، تو مصنف **رشحات** مولانا واعظ کاشفی قدس سرہ ضرور اس کا ذکر کرتے۔ اتفاقاً حاجی ضیاء الدین سمرقندی، خلیفہ حضرت خواجہ خاوند محمود رحمۃ اللہ علیہ، جو خلافت پانے کے بعد کشمیر میں سکونت رکھتے ہیں، اس مجلس میں موجود تھے؛ اپنی جگہ سے اٹھے اور میرے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ مجھ سے کہنے لگے کہ ہمارے خواجہ خاوند محمود اس معاملے کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ میں مولانا خواجہ امکنگی قدس سرہ کا مرید ہوں اور برسوں ان کی خدمت میں رہا ہوں۔ ان کی وفات کے بعد حضرت خواجہ محمود کی خدمت میں آیا ہوں۔ حضرت محمد باقی قدس سرہ میرے سامنے مولانا خواجگی کی خدمت میں آئے اور مولانا محمد زاہد کی خلافت حضرت خواجہ احرار قدس سرہ سے بلا شک وشبہ ثابت و مقرر ہے۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت احرار قدس سرہ کے ارشاد کا شہرہ مولانا محمد زاہد کے کان مبارک میں پہنچا تو آپ حصار سے سمرقند کی جانب روانہ ہوے۔ سمرقند پہنچنے کے بعد محلہ وانسر میں اترے، جو دل پسند اور بہت سرسبز مقام ہے۔ آپ نے حضرت احرار کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے نئے کپڑے پہنے۔ محلہ وانسر اور حضرت خواجہ کی جائے سکونت محلہ کنسر کے درمیان تین کوس کا فاصلہ ہے۔ اتفاقاً

حضرت خواجہ پر ظاہر ہوا کہ مولانا زاہد کمالات و مقامات عالیہ سے موصوف ہیں۔ اس میں ہماری ملاقات کے لیے آئے ہیں۔ آپ کے دل میں گذرا کہ مولانا کے استقبال کے لیے نکلیں۔ ٹھیک دوپہر اور سخت گرمی کا وقت تھا۔ اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ سواری کے اونٹ کو تیار کر کے لاؤ۔ آپ اس پر سوار ہو گئے، تو تمام مریدین آپ کے ساتھ روانہ ہوے اور کوئی شخص یہ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جا رہے ہیں۔ اس لیے اونٹ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا گیا کہ جس طرف چاہے چلے۔ جب حضرت محلہ وانسر میں پہنچے جہاں مولانا ٹھہرے ہوئے تھے، اونٹ خود بہ خود رک گیا۔ حضرت خواجہ اونٹ سے اترے۔ مولانا کو حضرت خواجہ کے تشریف لانے کی خبر ہوئی تو وہ بے اختیار دوڑے آئے، حضرت کا استقبال کیا اور حضرت کے پیروں کو بوسہ دیا۔ حضرت خواجہ، مولانا کے ساتھ اسی مقام پر خلوت میں ٹھہرے۔ مولانا نے اپنے واردات، معاملات اور مقامات کو حضرت کے سامنے پیش کیا اور بیعت کی خواہش کی۔ حضرت خواجہ نے مولانا کو بیعت کر لیا اور جو کچھ بتلانا تھا بتلا دیا اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نعمت مولانا کو عطا فرمائی اور اپنی کامل توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں مولانا کو مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچا دیا اور خلافت عطا کر کے رخصت فرمایا۔ اس پر حضرت خواجہ کے بعض اصحاب جو اس وقت وہاں موجود تھے، آتشِ غیرت میں جلنے لگے کہ مولانا محمد زاہد کو حضرت نے پہلی ہی صحبت میں خلافت دے دی، حال آں کہ ہم برسوں سے حضرت کی خدمت کر رہے ہیں، مگر حضرت نے ہمارے حال پر یہ التفات نہیں فرمائی۔ حضرت خواجہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ مولانا زاہد چراغ، تیل اور بتی تیار کر کے ہمارے پاس آئے تھے، ہم نے اس کو روشن کر کے ان کو رخصت کر دیا۔ اس کے بعد حاجی مذکور نے مجھ سے کہا کہ صاحبِ **رشحات** نے دو عالی قدر واقعات کو چھوڑ دیا ہے۔

پہلی بات مولانا محمد زاہد کا انتساب حضرت خواجہ احرار کے ساتھ، بطریق مذکورہ بالا کہ اس سے حضرت خواجہ قدس سرہ کی کرامت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور مولانا محمد زاہد کے درجات کی بلندی کا [بھی]۔(۳۵)

اس کے بعد ایک اور واقعہ بھی حاجی ضیاء الدین سمرقندیؒ نے، ملا بدر الدین سرہندیؒ کو سنایا اور فرمایا کہ صاحبِ **رشحات** نے یہ دو واقعات چھوڑ دیے ہیں۔ خواجہ احرارؒ کا وہ واقعہ بھی آگے درج ہے۔

مولانا محمد زاہدؒ کی حاضری مختصر وقت کے لیے خواجہ احرار کی خدمت میں ہوئی اور یہ واقعہ

موٴلفِ **رشحات** کے عرصہ قیام میں پیش نہیں آیا، اس لیے **رشحات** میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ملا بدر الدین سرہندیؒ نے مولانا محمد زاہد وخشیؒ کا ذکر کرتے ہوے لکھا ہے کہ وہ خواجہ احرارؒ کے اعظم واکرم خلیفہ ہیں۔ وہ مولانا محمد یعقوب چرخیؒ کے نواسے ہیں۔ مولانا چرخیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ کے طریقہ ذکر کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ گوشہ گم نامی میں رہتے تھے۔ جب خواجہِ احرارؒ کی شہرت سنی تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ایک عرصے تک یہ بات موضوعِ بحث بنی رہی کہ کیا اس سلسلے سے تعلق رکھنے والے بزرگانِ دین کے حالات کا واحد ماخذ **رشحات** ہی ہے؟ **رشحات** کی کمی کو پورا کرنے کے لیے، خواجہ احرارؒ کے ایک خلیفہ مولانا محمد قاضیؒ (۸۵۱۔۹۲۱ھ / ۱۴۴۷۔۱۵۱۵ء) نے **سلسلۃ العارفین و تذکرۃ الصدیقین** کے نام سے ایک کتاب تالیف کی، جو خواجہ احرارؒ کے احوال پر مشتمل ہے۔ مولانا محمد قاضیؒ، ۸۸۵ھ / ۱۴۸۰ء سے لے کر ۸۹۵ھ / ۱۴۸۹ء تک خواجہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر رہے۔(۳۶) **سلسلۃ العارفین** میں کئی ان اصحاب کے حالات بھی درج کیے گئے، جو خواجہِ احرارؒ سے وابستہ تھے، لیکن ان کا ذکر **رشحات** میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسی طرح، اس افتادگی اور خلا کو پر کرنے کے لیے خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ نے **نسمات القدس** تالیف کی، جس کا مقصد دوم انھی بزرگوں کے احوال کے لیے مخصوص ہے، جن کا ذکر **رشحات** میں موجود نہیں تھا۔

خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ نے **نسمات القدس** کے مقصدِ دوم، مقالہ اول، میں، خواجہ احرارؒ کے، **رشحات** میں مذکورہ مریدین کے ساتھ، بیس ایسے مریدین کے حالات درج کیے ہیں، جن کا ذکر **رشحات** میں شامل نہیں تھا، جب کہ مقالہ دوم کو مولانا محمد زاہد وخشیؒ اور ان کے مریدین کے حالات کے لیے مخصوص کیا ہے۔ اس میں، مولانا درویش محمدؒ اور مولانا خواجگی امکنگیؒ کے احوال بیان کیے گئے ہیں۔ یوں **نسمات القدس** میں ان بزرگوں کے حالات بیان کیے گئے ہیں جو **رشحات** میں شامل نہیں تھے، **رشحات** کی تالیف کے وقت معروف نہیں تھے، **رشحات** کی تالیف کے بعد پیدا ہوئے، یا جن کے صرف اوائلِ عمر کے احوال **رشحات** میں شامل تھے۔ خواجہ محمد ہاشمؒ نے **زبدۃ المقامات** کی ابتدائی سطور میں اس کتاب کا وعدہ کیا تھا اور لکھا تھا کہ یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ جائے، تو ارادہ ہے کہ اس سلسلہ کے دیگر متاخرین کے حالات بھی لکھوں اور وہ دراصل اس کتاب کا دفتر اول ہو۔(۳۷) **نسمات القدس** کو **رشحات** کا تکملہ قرار دیتے ہوے لکھتے ہیں: "یہ کتاب **نسمات القدس**،

گویا **رشحات عین الحیات** کا تکملہ ہے اور اس فاتح لشکر کو آگے کی راہ دکھانے والی ہے "۔(۳۸)

نسمات القدس کے خطی نسخے مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔ اس کا فارسی متن ابھی تک نہیں چھپ سکا۔ اس کا اردو ترجمہ دو مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔

خواجہ محمد ہاشم کی دیگر تصنیفات کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ابو الخیر محمد عبد اللہ جانؒ (۱۹۳۹۔۲۰۲۰ء) کے ذاتی کتب خانہ، واقع محلہ مرشد آباد، پشاور میں بہ صورت مخطوطات، خواجہ ہاشم کے آٹھ رسائل موجود ہیں(۳۹)، اس نسخے کا عکس **رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی** کے نام سے لاہور سے شائع ہو چکا ہے، اس کے آغاز میں محمد اقبال مجددی کا مقدمہ شامل ہے۔ ان رسائل کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱۔حلیہ رسول اللہ ﷺ: یہ رسالہ حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارکہ پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر عارف نوشاہی (پ:۱۹۵۵ء) نے یہ رسالہ ایک مفصل مقدمے کے ساتھ، ڈاکٹر سید جعفر شہیدی، استاد دانش گاہ تہران، کے جشن نامہ **نامہ شہیدی**، مرتبہ: علی اصغر محمد خانی، تہران، ۱۹۹۵ء، ص: ۵۸۲ تا ۶۰۲ میں شائع کیا ہے۔ اس کے مقدمے میں برصغیر پاک و ہند میں شمائلِ نبوی پر تصنیف ہونے والی فارسی کتب کا مختصر جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے۔

۲۔طرقُ الوصول فی شریعۃِ الرسول: اس رسالے میں چالیس سلاسلِ تصوف کا ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔نسماتُ القدس من حدائق الانس: یہ کتاب خواجہ کشمی نے اپنی تالیف **زبدۃ المقامات** کے پہلے حصے کے طور پر لکھی تھی۔ اس میں سلسلہ نقشبندیہ کے اُن مشائخ کا تذکرہ ہے جن کا ذکر **رشحات عین الحیات** میں شامل نہیں تھا۔ مخطوطے میں شامل یہ رسالہ نامکمل ہے۔ وہاں صرف اس کا مقدمہ موجود ہے۔

۴۔رویدادِ تدوینِ مکتوباتِ امام ربانی: یہ رسالہ مکتوبات کے دفتر سوم کی تدوین (جو خواجہ ہاشم نے کی) کی مختصر روداد پر مشتمل ہے۔

۵۔مکتوباتِ کشمی: ان اوراق میں چھے خطوط حضرت مجددؒ کے نام ہیں، جب کہ تین خطوط میر محمد نعمانؒ کے نام ہیں۔

۶۔احوال حضرتِ قاسم شیخ کرمینیؒ: اس رسالے میں حضرت قاسم شیخ کرمینیؒ کے وہی حالات ہیں، جو اس سے پہلے وہ **نسمات القدس** میں لکھ چکے تھے۔

۷۔قدرُ العالی فی اسرارِ خیرُ اللیالی: اس رسالہ میں لیلۃ القدر کے اسرار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۸۔ گوہر نامی، سرّ اسرارِ نامِ سیدُ الانامی: یہ رسالہ حضور کے اسمائے گرامی، احمد اور محمد ﷺ کے حروف کی شرح پر مشتمل ہے۔

۹۔ خواجہ محمد ہاشم نے **نسمات القدس** اور **طرق الوصول** میں کئی بار لکھا ہے کہ وہ مشائخ کا ایک تذکرہ **صفحاتُ الانوار من مقاماتِ الاخیار** میں لکھیں گے۔(۴۰) یہ بات ابھی تک تحقیق طلب ہے کہ یہ رسالہ وہ لکھ پائے، یا نہیں۔

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (۱۹۱۲۔۲۰۰۵ء) نے ان کی تصنیفات میں ان کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے :

۱۰۔ تاریخ الانبیاء

۱۱۔ دُرُّ الاسرار فی تحیۃِ الابرار

۱۲۔ ان کا فارسی **دیوان** "انڈیا آفس لائبریری، لندن میں مخطوطہ نمبر ۲۸۹۸ کے تحت محفوظ ہے۔(۴۱)

کلیاتِ ہاشم یا دیوانِ ہاشم کے خطی نسخے درج ذیل مقامات پر بھی موجود ہیں۔(۴۲):

الف۔ عجائب گھر، لاہور

ب۔ ڈھاکا یونیورسٹی، بنگلہ دیش

ج۔ مسلم علی گڑھ یونیورسٹی، انڈیا

د۔ کتب خانۂ فیروز پارسی، آر۔ کے۔ کاما لائبریری، بمبئی (۴۳)

۱۳۔ مرآۃُ الرؤیہ: یہ ان کا ایک مختصر رسالہ ہے، جو کتاب خانہ آصفیہ، حیدر آباد، دکن میں موجود ہے۔(۴۴)

ابو الخیر عبد اللہ جان مجددی کے نسخے کا عکس لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔(۴۵)

برہان پور بھارت میں حسینہ بیگم نے **خواجہ ہاشم کشمی: احوال و آثار** کے عنوان سے ایم اے فارسی کا مقالہ تحریر کیا ہے۔ یہ مقالہ ڈاکٹر خلیل الرب کے زیرِ نگرانی لکھا گیا ہے۔ بعد میں اسے ڈاکٹر شیخ محمود سوسائٹی برہان پور نے شائع کیا۔(۴۶)

روزینہ انجم نقوی نے انڈیا آفس لائبریری کے نسخے سے ایک انتخابِ غزلیات لاہور سے شائع کروایا ہے۔ یہ انتخاب متن کی صحیح تفہیم نہ ہو سکنے کی وجہ سے استناد کے قابل نہیں۔(۴۷)

دیوان ہاشم کے چند مزید نسخے بھی دریافت ہو چکے ہیں۔ عارف نوشاہی نے اپنے مقالے

"خواجہ محمد ہاشم کشمی کا فارسی دیوان" میں سابقہ اور نو دریافت شدہ نسخوں کا تعارف درج کیا ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ نسخہ اودھ (۱۰۶۶ھ)، ۲۔ نسخہ کلکتہ (۱۰۶۶ھ)، ۳۔ نسخہ علی گڑھ (۱۰۶۶ھ)، ۴۔ نسخہ ڈھاکا (قبل از ۱۰۸۳ھ)، ۵۔ نسخہ لندن (۱۰۸۷ھ) [یہ نسخہ پہلے انڈیا آفس، لندن میں تھا۔ اب یہ برٹش لائبریری کا حصہ ہے]، ۶۔ نسخہ ملا فیروز، ممبئی (۱۱۵۸ھ)، ۷۔ نسخہ لاہور میوزیم (۱۲۴۱ھ)، ۸۔ نسخہ سالار جنگ حیدر آباد (اواخر گیارہویں صدی ہجری)، ۹۔ نسخہ ندوۃ العلماء لکھنؤ (گیارہویں صدی ہجری)۔(۴۸)

دیوان کے مختلف نسخوں سے حاصل ہونے والی معلومات سے واضح ہوتا ہے کہ خواجہ ہاشم نے فارسی کی تمام مقبول اصناف مثلاً غزل، رباعی، مثنوی، قطعہ، مخمس وغیرہ میں عمدہ شاعری کی ہے۔ خصوصاً ان کے دیوان کا وہ حصہ جو تاریخی قطعات پر مشتمل ہے، بہت اہم ہے۔ ان قطعات سے انھوں نے اپنے متعلقین، معاصر مشائخ، عمارات اور واقعات کی تاریخیں بر آمد کی ہیں۔ وہ اساتذہ فن کی طرح صنائع بدائع کا خوب استعمال کرتے ہیں۔ انھیں اصول موسیقی سے بھی واقفیت تھی۔ (۴۹)

اس کے علاوہ **زبدۃ المقامات** اور **نسمات القدس** دونوں میں اُن کے اشعار بہ کثرت پائے جاتے ہیں، جو عالمانہ، ادیبانہ اور شاعرانہ ذوق کے عکاس ہیں۔ انھوں نے اپنی کتب میں متقدمین شعرا کے ساتھ **للمؤلف** کے عنوان سے اپنے اشعار بھی درج کیے ہیں۔ **زبدۃ المقامات** کے ابتدائی صفحات سے نمونہ کلام کے طور پر چند اشعار درج کیے جاتے ہیں:

ماہئے کاں گشت محروم از فرات — از کفِ آبے ہمے جوید حیات
چوں شد از دست یکے نور نظر — از عصا بر کف نہد جزع بصر
چوں نماند مرضعہ پستاں طلب — بنہد از انگشتِ خود پستاں طلب
چوں کہ شد ساقی و صافیہائے خُم — قوت مخموراں چہ باشد لائے خُم
چوں بروں شد ز انجمن شمع چگل — بوے او پروانہ جست از تاب دل(۵۰)

ترجمہ: جو مچھلی فرات سے محروم رہ جاتی ہے، وہ پھر پانی کی جھاگ ہی سے زندہ رہنے کی کوشش کرتی ہے۔ جب آنکھوں کا نور کسی کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے، تو اُس نابینا کو لاٹھی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جب بچہ دائی سے

دودھ طلب نہیں کرتا، تو وہ پستان پر انگلی رکھ کر دودھ کی طلب پیدا کرتی ہے۔ جب ساقی اور خالص شراب کے مٹکے میسر نہیں رہے، تو اب خمار زدہ لوگ مٹکوں کی تلچھٹ کے سوا کس چیز پر گزارا کریں۔ جب محفل میں درخشندہ شمع نہیں رہی، تو اب پروانہ دل کے اضطراب ہی سے اُس کی خوش بو تلاش کرتا ہے۔

اگر از دو عالم گذر کردہ ایم　　ازیں در نداریم روے گذر

حوالہ بہ ریش جگر کردہ ایم(۵۱)　　بیانِ نمکہاے ایں میگسار

ترجمہ: یہ دروازہ چھوڑ کر کہیں نہیں جایا جاسکتا، اس کے لیے ہم نے دونوں جہان چھوڑ رکھے ہیں۔ اس بادہ خوار کے نمک کا بیان ہم نے زخم جگر کے حوالے کیا ہوا ہے۔

حضرت مجددؒ کے رسالہ **مکاشفاتِ عینیہ** کے بارے میں بھی ایک خیال یہ ہے کہ اسے خواجہ محمد ہاشمؒ نے مرتب کیا ہے(۵۲)، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرتِ مجددؒ نے خود اپنے آخری ایام میں اپنے صاحب زادے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو اپنے قابلِ بیان مکاشفات، بہ طریقِ اجمال، لکھنے کا حکم دیا تھا۔ **مکتوباتِ معصومی** میں مخدوم زادہ بلند مرتبہ خواجہ محمد نقشبندؒ کے نام، آپ نے لکھا ہے:

> "چناں چہ آخری مرض میں اس ذرہ حقیر کو ان اسرار میں سے، بعض ان اسرار کو، جو کہ اظہار کے قابل تھے، لکھنے کی وصیت فرمائی۔"(۵۳)

یہ وصیت چوں کہ خواجہ محمد معصوم کو فرمائی گئی تھی، لہٰذا اسے پورا کرنا بھی انھی کے ذمے تھا۔ چناں چہ **حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین** میں حضرت ابوالحسن زید فاروقیؒ(ف ۱۹۹۳ء) نے لکھا ہے کہ اسے خواجہ محمد معصومؒ نے مرتب فرمایا۔(۵۴) خواجہ محمد ہاشمؒ نے **زبدۃ المقامات** میں حضرتِ مجددؒ کے مرقوماتِ متبرکات (تصانیف) میں **مکاشفاتِ عینیہ** کا نام بھی ذکر کیا ہے۔(۵۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ، **زبدۃ المقامات** کی تحریر کے وقت مسودے کی صورت میں موجود تھا، پھر کسی وقت خواجہ محمد معصومؒ نے اسے مرتب کر دیا۔ یوں **مکاشفاتِ عینیہ** کے خواجہ کشمیؒ کی تالیف ہونے کا امکان ختم ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے وحواشی

(۱) **نسمات القدس** کے مقدمہ میں خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ اپنی عمر کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: "۱۰۱۸ھ میں اس عاجز کی زندگی اٹھارویں سال میں پہنچی تھی"۔ (محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، نسمات القدس، مترجم: سید محبوب حسن واسطی، مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ، ۱۴۱۰ھ، مقدمہ، ۳۲) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا سنہ ولادت ۱۰۰۰ھ /۱۵۹۱ء ہے۔

(۲) بدر الدین سرہندیؒ، حضرات القدس، ترجمہ: ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں، (لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، اشاعت دوم ۲۰۱۰ء)، ج۲، ۴۰۰۔

(۳) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، نسمات القدس، مترجم: سید محبوب حسن واسطی، مکتبہ نعمانیہ سیالکوٹ، ۱۴۱۰ھ، مقدمہ، ص: ۳۲
سکۂ یثربی سے جامیؒ کی اس رباعی کی طرف اشارہ ہے :

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند   نوبتِ ثانیش بہ بخارا زدند

ترجمہ: وہ (اسلام کا) سکہ، جو مدینہ و مکہ میں ڈھالا گیا، دوسری مرتبہ بخارا میں ڈھالا گیا۔

(۴) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، (لاہور: نول کشور گیس پرنٹنگ ورکس، س ن)، ۲۔

(۵) شیخ برہان الدین غریبؒ پہلے چشتی بزرگ ہیں، جنھوں نے سر زمینِ دکن پر قدم رکھا۔ (خلیق احمد نظامی، تاریخِ مشائخِ چشت، لاہور: مشتاق بک کارنر، اردو بازار، س ن، ۲۲۳) اور سلسلہ چشتیہ کی نشر و اشاعت کا کام کیا۔ (محمد بن مبارک کرمانیؒ میر خورد، سیر الاولیاء، ترجمہ: غلام احمد بریاں، لاہور: مشتاق بک کارنر، اردو بازار، س ن، ۳۹۳) حالاتِ زندگی اور سنین کے لیے ملاحظہ فرمائیں: شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ، اخبار الاخیار، طبقہ سوم۔

(۶) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، ۳۔

(۷) ایضاً، ۱۸۔

(۸) بدر الدین سرہندی، حضرات القدس، ۴۱۰۔

(۹) احمد سرہندیؒ، شیخ، (مجدد الفِ ثانیؒ)، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، مترجمہ: حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ صاحب، ادارہ مجددیہ، ۲،۵ انچ، ناظم آباد نمبر۳، کراچی، ۱۹۹۳ء، دفتر سوم، مکتوب نمبر ا، ص: ۲۲۔

(۱۰) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، ۳۔

(۱۱) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، نسمات القدس، ۲۵۔

(۱۲) بدر الدین سرہندیؒ، حضرات القدس، ۴۰۲۔

(۱۳) ایضاً، ۴۱۴۔

(۱۴) محبوب حسن واسطی، سید، پیش لفظ: نسمات القدس، ۲۲۔

(۱۵) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، ۳۰۰۔

(۱۶) محمد احسان مجددی سرہندیؒ، خواجہ، روضۃالقیومیہ، ترتیب: علامہ اقبال احمد فاروقی، (لاہور: مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ)، ج۱، ۵۱۷۔

حضرت مجددؒ کے، لشکر میں قیام کے دوران میں، مخدوم زادگان کے نام لکھے گئے ایک مکتوب میں خواجہ محمد ہاشمؒ کی مقبولیت کا اشارہ ملتا ہے۔

ر۔ک: مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، محولہ بالا، دفتر سوم، مکتوب ۱۰۶، ص:۳۲۵

اس مکتوب میں: "وہ دوست جو اس خدمت میں پیش کار ہے" سے مراد خواجہ محمد ہاشمؒ ہیں۔

(۱۷) ایضاً، ۵۱۸۔

(۱۸) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، (کان پور: مطبع نول کشور، ۱۳۰۷ھ)، ۱۳۰۔

(۱۹) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، ۲۷۳۔

(۲۰) بدر الدین سرہندیؒ، حضرات القدس، ۴۰۲۔

(۲۱) احمد سرہندیؒ، شیخ، (مجدد الفِ ثانیؒ)، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، دفتر سوم، مکتوب نمبر ۱۳۸، ۴۲۔

(۲۲) محمد اقبال مجددی، مقاماتِ معصومی، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء)، ج۱، ۲۷۲۔

(۲۳) محمد صادق کشمیریؒ، طبقاتِ شاہ جہانی، مرتبہ: محمد اسلم خاں، (دہلی: بخش فارسی، دانشگاہ دہلی، دہلی، ۱۹۹۰ء۔ ۱۹۹۳ء)، بہ حوالہ: محمد اقبال مجددی، مقاماتِ معصومی، محولہ بالا، ۲۷۲۔

(۲۴) مفتاح العارفین غیر مطبوعہ ہے۔ خطی نسخوں کی شکل میں درجِ ذیل مقامات پر موجود ہے:

۱۔ ذخیرہ شیرانی، پنجاب یونیورسٹی لاہور، نمبر شمار: ۱۶۱۳

۲۔ کتاب خانہ دارالعلوم دیوبند، سہارنپور، بھارت (فہرست مخطوطات دیوبند)

بہ حوالہ: محمد اقبال مجددی، مقاماتِ معصومی، ایضاً

(۲۵) عارف نوشاہی، خواجہ محمد ہاشم کشمی کے بعض فارسی رسائل کی بازیافت، فکر و نظر، (اسلام آباد، محرم۔ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ)، ۷۳۔۸۶۔

(۲۶) کلیم سہسرانی، دیوان ہاشم، پٹنہ: خدا بخش لائبریری جرنل، شمارہ ۷۸۔۸۰، ۱۹۹۲ء، ص۱۹۸ بہ حوالہ عارف نوشاہی، خواجہ محمد ہاشم کشمی کا فارسی یوان (چند مخطوطات کا جائزہ)، مشمولہ: مطالعاتِ ادب فارسی، ادارہ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد: ماڈل ٹاؤن ہمک، ۲۰۲۲ء۔ ۱۴۰، ضمیمہ ۱۸۸)

(۲۷) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، دیباچہ، مکتوباتِ حضرت مجدد الف ثانیؒ، دفتر سوم، ۲۱۔

(۲۸) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ القامات، محولہ بالا، ص:۵،۴

زبدۃ القامات کے خطی نسخوں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

Storey: Persian Literature, Vol 1,Part 2, P:989

پاکستان میں موجود نسخوں کی تلاش کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

فہرست مشترک ۱۱ / ۸۹۰۔۸۹۱

محمد اقبال مجددی،تذکرہ علماء و مشائخ پاکستان و ہند،(لاہور:پروگریسو بکس،۲۰۱۳ء)،ج۲،۸۲۸۔

(۲۹) ایضاً،۳۸۶۔

(۳۰) دکتر علی اصغر معینیان نے مقدمہ، تصحیحات، حواشی اور تعلیقات کے ساتھ **رشحات** کی تدوین کی ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ایران سے، سلسلہ انتشارات بنیاد نیکوکاری نوریانی، کے تحت، ۲۵۳۶ش میں، شائع ہو چکی ہے۔

(۳۱) **نسمات القدس** میں مولانا حسین نسفیؒ کے حالات میں لکھا ہے: "آج جب کہ ۱۰۳۹ھ ہے، وہ قریہ سباشان میں بہ قیدِ حیات ہیں، جو "ہرات" کے مضافات میں ہے۔" (محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، نسمات القدس، ۱۰۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰۳۹ھ میں یہ کتاب زیرِ تالیف تھی۔

(۳۲) فخر الدین علی بن حسین واعظ کاشفیؒ، رشحات عین الحیات، مدوّنہ: علی اصغر معینیان، (تہران ، ۲۵۳۶ ش (سلسلہ انتشارات بنیاد نیکوکاری نوریانی)، ۷۔

(۳۳) بدر الدین سرہندی، حضرات القدس، ترجمہ و ترتیب: حافظ محمد اشرف نقشبندی مجددی، (لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، اشاعت دوم ۲۰۱۰ء)، ج، ۲۵۰۔

(۳۴) احمد سرہندی، شیخ ، (مجددِ الفِ ثانیؒ)، مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی، دفتر اول، مکتوب نمبر ۸۰۱، ۳۲،۳۳

(۳۵) بدر الدین سرہندیؒ، حضرات القدس،، ج۱، ۲۴۸۔۲۵۰۱۔

(۳۶) عارف نوشاہی، خواجہ احرار، (اسلام آباد: پورب اکادمی، ۲۰۱۰ء)، ۴۷۔

مولانا محمد قاضیؒ کا ذکرِ خیر، **نسمات القدس** میں موجود ہے۔ یہ کتاب (سلسلۃ العارفین) ۹۱۰ھ / ۱۵۰۵ء میں تالیف کی گئی۔ اس کے قلمی نسخے کئی مقامات پر موجود ہیں۔ کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد میں بھی، شمارہ نمبر: ۲۹۵۱ کے تحت، ایک نسخہ موجود ہے۔ یہ کتاب مجلس شورای اسلامی، تہران سے، ۱۳۸۸ش، میں شائع ہو چکی ہے۔

(۳۷) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، ۵۔

خواجہ محمد ہاشم کشمیؒ زبدۃ المقامات کے ابتدائی صفحات میں لکھتے ہیں: خواجگی امکنگیؒ کا نسب بدو واسطہ خواجہ احرارؒ تک پہنچتا ہے۔ آپ کو ارادت اپنے والد ماجد مولانا درویش محمد قدس سرہ سے حاصل تھی۔ ان کو اپنے ماموں مولانا محمد زاہد وخشواری قدس سرہ سے، ان کو قطب الاخیار خواجہِ احرار قدس سرہ سے۔ چونکہ ان بزرگوں کے حالات، ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب نسمات القدس میں بہ تفصیل بیان کیے جائیں گے، لہٰذا اس جگہ صرف اس قدر ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے۔ (محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، زبدۃ المقامات، ۱۳۔)

(۳۸) محمد ہاشم کشمیؒ، خواجہ، نسمات القدس، ۲۷۔

(۳۹) عارف نوشاہی، نقدعمر،(لاہور: اورینٹل پبلی کیشنز،۲۰۰۵ء)،۴۶۔

(۴۰) ایضاً،۵۱۔

(۴۱) غلام مصطفیٰ خاں، مقدمہ:زبدۃ المقامات از خواجہ محمد ہاشم کشمی، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں وڈاکٹر مولانا ابوالفتح صغیر الدین،(سیالکوٹ: مکتبہ نعمانیہ اقبال روڈ،۱۴۰۷ھ)،۱۹۔

(۴۲) محمد اقبال مجددی، تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند،(لاہور: پروگریسو بکس، اردو بازار، ۲۰۱۳ء)، ج۱،۸۲۷۔

(۴۳) محمد اسلم،تاریخی مقالات،(لاہور:ندوۃ المصنفین، سمن آباد ۱۹۷۰ء)،ج۱،۱۶۴۔

(۴۴) فہرست مخطوطات تصوف، (پٹنہ: خدا بخش لائبریری بانکی پور،۱۹۹۲ء)،۸۶، بحوالہ: محمد اقبال مجددی، تذکرہ علماء ومشائخ پاکستان وہند، ص: ایضاً۔

(۴۵) خواجہ محمد ہاشم کشمی،رسائل خواجہ محمد ہاشم کشمی، بہ مقدمہ مفصل: محمد اقبال مجددی، لاہور: امام ربانی پبلی کیشنز، س ن)

(۴۶) عارف نوشاہی، خواجہ محمد ہاشم کشمی کا فارسی یوان(چند مخطوطات کا جائزہ)، مشمولہ:مطالعاتِ ادب فارسی، ادارہ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد: ماڈل ٹاؤن ہمک،۲۰۲۲ء۔

(۴۷) روزینہ انجم نقوی، غزلیات محمد ہاشم کشمی،(لاہور: دارالنوادر،۲۰۲۰ء)

(۴۸) عارف نوشاہی، خواجہ محمد ہاشم کشمی کا فارسی یوان(چند مخطوطات کا جائزہ)، مشمولہ:مطالعاتِ ادب فارسی، ادارہ معارف نوشاہیہ، اسلام آباد: ماڈل ٹاؤن ہمک،۲۰۲۲ء)،۱۴۴۔۱۷۸

(۴۹) عارف نوشاہی، خواجہ محمد ہاشم کشمی کا فارسی یوان(چند مخطوطات کا جائزہ)،۱۴۳۔

(۵۰) ایضاً،۴۔ (۵۱) ایضاً،۱۵۔

(۵۲) غلام مصطفیٰ خاں، مقدمہ :زبدۃ المقامات،۱۹۔

(۵۳) محمد معصوم فاروقیؒ،خواجہ،مکتوباتِ معصومیہ، ترجمہ: مولانا سید زوار حسین شاہ،(کراچی: ادارہ مجددیہ، ناظم آباد نمبر ۳،) دفتر اول، مکتوب نمبر:۷۹، ۳، ۱۹۳۔

(۵۴) ابوالحسن زید فاروقیؒ،حضرت مجددؒ اور ان کے ناقدین، شاہ ابوالخیر مارگ،(دہلی نمبر ۶، اشاعتِ اول، ۱۹۷۷ء)،۴۶۔

بعض جگہ اس کتاب کا نام **مکاشفاتِ غیبیہ** لکھا ہوا ملتا ہے، جو درست نہیں ہے۔ ویسے بھی کشف کی رعایت عین کے ساتھ زیادہ صحیح ہے۔

مکاشفاتِ عینیہ کی مزید وضاحت کے لیے دیکھیں: مقاماتِ معصومی از محمد اقبال مجددی،۲۵۵تا۲۵۸۔

(۵۵) محمد ہاشم کشمیؒ،خواجہ،زبدۃ المقامات،۲۳۱۔

BIBLIOGRAPHY

- Abul Hasan Zaid Faruqi, *Ḥazrat Mujaddid Aur Un Ke Naqidīn*, (Dehli: Shah Abul Khair Marag, 1977)
- Ahmad Sirhandi, Mujaddid e Alf e Sani Shaikh, *Maktūbāt*, (Trans.) Syed Zavvar Husain Shah, (Karachi: Idarah Mujaddidiyyah Nazimabad, 3 1993) Daftar 1,3
- Ali Bin Husain Vaiz Kashifi Mulla, Shaikh, *Rushhāt ʻAinul Ḥayāt*, (Comp.) Duktar Ali Asghar Mueeniyan, (Tehran: Silsilah Intisharat e Bunyad e Naikokari Nuriyani Iran 2536 H.S.) Jild 1,2
- Arif Naushahi, *Khawaja- i Ahrar*, (Islamabad: Purab Ikadmi 2010)
- Arif Naushahi, *Mutala'āt- i Adab- i Farsi*, (Islamabad: Idarah e Maarif e Naushahiyyah Model Town Humak 2022)
- Arif Naushahi, *Naqd- i ʻUmr*, (Lahore: Oriental Publications 2005)
- Badr ud Din Sirhandi, *Hazarāt ul Quds*, (Trans.) Dr Ghulam Mustafa Khan, (Lahore: Qadiri Rizvi Kutub Khana 2010)
- Fikr-o- Nazar, (Islamabad) Moharram - Rabee us Sani 1414 H
- Khaleeque Ahmad Nizami, *Tarīkh Mashaikh-i Chisht*, (Lahore: Mushtaq Book Corner Urdu Bazar)
- Muhammad Aslam, Professor, *Tarīkhī Maqalāt*, (Lahore: Nadvat ul Musannifin Samanabad 1970)
- Muhammad Bin Mubarak Kirmani, *Siyarul Auliya*, (Trans.) Ghulam Ahmad Biryan, (Lahore: Mushtaq Book Corner Urdu Bazar)
- Muhammad Hashim Kishmi, *Nasmātul Quds*, (Trans.) Syed Mehboob Hasan Wasti, (Sialkot : Maktabah Naumaniah 1410H)
- Muhammad Hashim Kishmi, *Rasail Khawaja Muḥammad Hashim Kishmī*, Preface: Muhammad Iqbal Mujaddidi, (Lahaore: Imam e Rabbani Publications)
- Muhammad Hashim Kishmi, *Zubdat ul Muqamāt*, (Trans.) (Lahore: Naval Kishaur Guess Printing Press Works)
- Muhammad Hashim Kishmi, *Zubdatul Muqamāt*, (Trans.) Dr. Ghulam Mustafa Khan, Dr. Maulana Abul Fatḥ Saghīr Uddin, (Sialkot: Maktabah Naumania Iqbal Road 1407H)
- Muhammad Ihsan Mujaddidi Sirhandi, *Rauẓatul Qayyumiyyah*, (Comp.) Iqbal Ahmad Faruqi, (Lahore: Maktabah Nabaviyyah Ganj Bakhsh Road) Jild 1

- Muhammad Iqbal Mujaddidi, *Muqamāt- i Ma'ṣūmī*, Jild.1, (Lahore: Zia ul Quran Publications 2004).
- Muhammad Iqbal Mujaddidi, *Tazkira- e 'Ulama-o-Mashaikh-i Pakistan-o- Hind*, (Lahore: Progressive Books Urdu Bazar, 2013) Jild 2
- Muhammad Masoom Faruqi, *Maktūbāt-i*, (Trans.) Syed Zavvar Husain Shah, (Karachi: Idarah Mujaddidiyyah Nazimabad 3) Daftar 1
- Muhammad Qazi, Maulana, *Silsilatul'Ariīin'*, (Tehran: Majlis e Shurai e Islami 1388 H.S.)

❖❖❖